مثنوی مولانا روم میں حضرت سلیمانؑ کا ذکر

ڈاکٹر سید کلیم اصغر
شعبۂ فارسی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

قرآن کی اہمیت اپنی جگہ مسلم وبابرکت ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی عرب وعجم کی چپقلش کسی نہ کسی صورت میں نمایاں رہی ہے گوکہ اہل عرب ایرانیوں کو عجمی '' گونگا'' تصور کرتے رہے۔ لیکن حقیقت یہی تھی کہ ایرانیوں کی لشکری طاقت نے بھی ہمیشہ عربوں کو زیر رکھا اور تہذیب وتمدن میں بھی ایرانیوں کو عربوں پر برتری رہی یہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایرانیوں کے پاس اپنی ایک قدیمی سیاسی، سماجی تہذیبی اور ادبی روایت موجود رہی ہے، جس کی جیتی جاگتی تصویر شاہنامہ فردوسی ہے گوکہ اُس دور کی بھی عربی شاعری اپنی مثال آپ ہے۔ اسکے باوجود اگر قبل از اسلام کا فارسی ادب باقی رہ جاتا تو وہ بھی اپنی لاثانی اہمیت کا حامل ہوتا۔ جس کی زندہ مثال اوستا، گاتھا اور کتبوں پر باقی ایرانی ادب کے شہ پارے ہیں۔

پرودگار عالم نے خطہ عرب میں ہمارے پیغمبر جناب محمد مصطفیؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور واضح الفاظ میں عربوں کی قدیمی روایت کو نظر انداز کر کے انہیں جاہل قرار دیا جیسا کہ قرآن کریم کے سورہ جمعہ میں ارشاد ہوا ہے۔ هو الّذی بعث فی الامیین رسولاً مّنهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔" (وہی تو ہے جس نے جاہلوں میں ان ہی میں کا ایک رسول (محمدؐ) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور ان کو کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں اگر چہ اس کے پہلے تو یہ لوگ صریحی گمراہی میں (پڑے ہوئے) تھے۔)''[۱]

مکہ میں ہمارے رسولؐ کی آمد اور قرآن شریف کے نزول نے اس خطہ کو دنیا کے تمام خطوں پر جس میں ایران بھی شامل ہے فوقیت اور برتری بخش دی۔ ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ اب عجم پر عرب کو اور عرب کو عجم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے، سب خدا کے بندے ہیں۔ مسلمان اور مومن ہونے کے ساتھ ساتھ سب بھائی بھائی ہیں جیسا کہ قرآن مجید کے سورہ الحجرات میں ملتا ہے: انما

المؤمنون اخوة:(بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔)۲؎

ان احکام وہدایات کے باوجود دونوں خطوں میں احساس برتری وکم تری کی سرد جنگ باقی رہی۔ غالبًا یہی وجہ تھی کہ مولانا نے قرآنی افکار و واقعات کو اس طرح پرونے کی کوشش کی کہ اس مثنوی کو کسی نہ کسی معنیٰ کے اعتبار سے قرآن سے تشبیہ دی جاسکے۔ مولانا حالی نے تو شاہنامہ فردوسی کو بھی قرآن عجم کہا، مگر ان کا قول اتنا مشہور نہ ہوسکا جتنا کہ مولانا جامی کے اس دعوے یا شعر کو شہرت حاصل ہوئی کہ آج یہ زبان زد خاص وعام ہوگیا:

مثنوی معنوی مولوی ہست قرآن در زبان پہلوی

قرآنی واقعات میں پیغمبروں، مشرکوں، منافقوں یہاں تک کہ شیطان کے بارے میں بھی گفتگو کی گئی ہے۔ لیکن یہاں صرف ایک ایسے پیغمبرؑ کے بارے میں بحث کی جارہی ہے کہ جس کی حکومت خدا کی تمام خدائی پر محیط تھی۔ کسی پیغمبر کی یہ ظاہراً پہلی اور آخری حکومت ہے جو انسانوں، حیوانوں یہاں تک جنات بھی ان کے فرمان کے تابع تھے۔ مولانا روم جناب سلیمانؑ کے واقعات کو اصل مآخذ کے طور پر نظم کرکے اس سے قرآنی اور تاریخی نتائج نکالتے ہیں۔ یہاں مثنوی کے ایسے اشعار کو زیر بحث لایا جارہا ہے جن کی مناسبت کلام خدا، حدیث رسول اور تاریخی شہادت پر مبنی ہے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ جناب سلیمانؑ کی فرمانروائی تمام خدائی پر تھی لیکن ایک خطہ ایسا بھی تھا جس کی خبر ہدہد کے ذریعہ ان تک پہونچی۔ قرآن مجید نے حضرت سلیمانؑ اور ہدہد کے واقعہ کو سورہ نمل کی آیات میں اس طرح پیش کیا ہے جب سلیمان نے اپنے لشکر کی طرف غور سے دیکھا تو ہدہد غائب تھا پس حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:

''وتفقّد الطّیر فقال مالی لآ اری الھدھد ، ام کان من الغآئبین ۔ لاعذّبنّه عذاباً شدیدا اولاذبحنه اولیاتینی بسلطان مبین ۔ فکمث غیر بعید فقال احطت بمالم تحط به وجئتک من سبام بنباٍ یقین۔ انی وجدت امراة تملکھم واوتیت من کل شئیٍ ولھا عرش عظیم ۔ وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللّٰه وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لایھتدون۔''

(اورسلیمانؑ نے پرندوں (کے لشکر) کی حاضری لی تو کہنے لگے کہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو (اس جگہ پر) نہیں دیکھتا یا (واقعی میں) وہ غائب ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں اسے سخت سزادوں گا یا

(نہیں تو) اسے ذبح ہی کرڈالوں گا یا وہ (اپنی بے گناہی کی) کوئی صاف دلیل میرے پاس پیش کرے۔غرض حضرت سلیمانؑ نے تھوڑی ہی دیر توقف کیا تھا کہ (ہدہد آگیا) تو اس نے عرض کی مجھے وہ بات معلوم ہوئی ہے جو اب تک حضور کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اور میں آپ کے پاس شہر سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آیا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا جو وہاں کے لوگوں پر سلطنت کرتی ہے او راسے (دنیا کی) ہر چیز عطا کی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے ، میں نے خود ملکہ کو دیکھا اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے کرتوتوں کو (ان کی نظر میں اچھا کردکھایا ہے۔ اور ان کو راہ راست سے روک رکھا ہے'' [۳۱] اسی لئے مولانا نے ''ہدہد'' کو اپنی مثنوی میں ایک خاص اہمیت کا حامل بنا کر پیش کیا اور ایک حکایت کا عنوان ہی اسی کے نام سے منسوب کرڈالا۔''قصہ ہدہد وسلیمان دربیان آنکہ چون قضا آید چشم ہای روشن بستہ شود۔'' یہ حکایت ہدہد سے منسوب کردی۔ اس عنوان کے تحت ۱۱۹ شعروں میں ہدہد کی زیرکی اور دور اندیشی کے ساتھ ساتھ زمین کی پرتوں کے جائزے لینے والی نگاہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

یہ حکایت جو مولانا نے دفتر اول میں تحریر کی ہے اس طرح شروع ہوتی ہے۔

چون سلیمان را سراپردہ زدند — پیش او مرغان بخدمت آمدند
ہم زبان و محرم خود یافتند — پیش اویک یک بجان بشتافتند
جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک — باسلیمان گشتہ افصح من اخیک
ہم زبانی خویشی و پیوندیست — مرد بانا محرمان چون بندیست
ای بسا ہندو وترک ہم زبان — ای بسا دو ترک چون بیگانگان
پس زبان محرمی خود دیگر است — ہم دلی از ہم زبانی بھتر ست
غیر نطق و غیر ایمان و سجل — صد ہزار ان ترجمان خیزد زدل
جملہ مرغان ہر یکی اسرار خود — از ہنر وزد دانش و از کار خود
باسلیمان یک بیک وا مینمود — از برای عرضہ خود را میستود
از تکبرنی، و از ہستی خویش — بھر آن تارہ دہد او را بیش
چون بباید بردہ را از خواجۂ — عرضہ دارد از ہنر دیباجۂ
چونک دارد از خریداریش ننگ — خود کند بیمار وشل وکرو لنگ

نوبت هدهد رسید و پیشه اش — وان بیان صنعت و اندیشه اش
گفت ای شه یک هنر کان کهتر است — باز گویم گفت، کوته بهتر است
بنگرم از اوج باچشم یقین — من ببینم آب در قعر زمین
تاکجا است و چه عمقش، چه رنگ — از چه می جو شد زخاکی یا زسنگ
ای سلیمان بهرِ لشکر گاه را — درسفر می دار این آگاه را
پس سلیمان گفت ای نیکو رفیق — در بیابانهای بی آب عمیق
گفت بد گوتا کد امست آن هنر — گفت من آنگه که باشم اوج بر
خاک زن در دیدهٔ حس بین خویش — دیدهٔ حس دشمن عقلست وکیش
دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند — بت پرستش گفت وضد ماش خواند
زانک او کف دید و دریا ندید — زانک حالی دید و فردا را ندید [۴]

(ترجمہ: جب سلیمانؑ کا خیمہ لگا، تمام پرندے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو اپنا ہم زبان اورمحرم پایا اور ایک ایک کرکے دل وجان سے آپ کی طرف دوڑے ۔ تمام پرندوں نے چیں چھوڑ کر حضرت سلیمانؑ سے بات کرنا شروع کی اور ان ہی کی زبان میں حضرت سلیمانؑ نے پرندوں سے بات کی ۔ ایک دوسرے کا ہم زبان ہونا انسان کو نزدیک لاتا ہے اور اگر ہم زبان نہیں ہوتو ایسا لگتا ہے کہ جیسے نامحرموں کے ساتھ قیدی ہو۔ چاہے دو الگ الگ ملک وقوم کے لوگ اگر ہم زبان ہوں تو اپنے لگتے ہیں، اگرچہ ایک ہی مذہب وقوم کے لوگ ہم زبان نہیں ہوں تو اجنبی لگتے ہیں۔ اسی لئے محرمیت کی زبان دوسری زبان ہے۔ ہم دل ہونا ہم زبانی سے بہتر ہے۔ بغیر بولے اور بغیر اشارے اور بنا تحریر کے دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہوجاتے ہیں۔ تمام پرندوں میں سے ہر ایک نے اپنے راز، ہنراور اپنے کام حضرت سلیمانؑ سے کہنے شروع کئے اور اپنی اپنی تعریف کرنی شروع کی۔ خود اپنے آپ کو نمایاں کرنا تکبر کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ تمام لوگ حضرت سلیمانؑ تک پہو نچنا چاہتے تھے۔ جب ہد ہد کا نمبر آیا تو اس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا، تو اس نے کہا: اے شاہ! میں بھی ایک چھوٹا ہنر جانتاہوں اور اس کو مختصراً بیان کرتاہوں، حضرت سلیمانؑ نے کہا، بتاؤ وہ ہنر کیا ہے۔تو اس نے کہا: جس وقت میں بلندی پر ہوتاہوں، بلندی سے یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں، تو زمین کی گہرائی میں پانی تک کو دیکھ لیتاہوں کہ کہاں ہے کتنی گہرائی میں ہے اور کس رنگ کا ہے۔ اور

کس چیز سے ابل رہا ہے مٹی میں سے یا پتھر سے۔ پھر ہد ہد نے کہا اے سلیمانؑ مجھ ناچیز کو ساتھ رکھو۔حضرت سلیمانؑ نے کہا تم ہمارے ساتھی بن جاؤ تاکہ ان بیابانوں میں جہاں پانی میسر نہیں ہے۔ اچھے دوست ثابت ہو۔

اس حکایت سے دو باتیں واضح طور پر سامنے آجاتی ہیں ایک تو یہ کہ ہدہد ایک علامت بن کر سامنے آیا ہے، جو کسی دوسرے حیوان یا پرندے کو نصیب نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حکایت میں ہد ہد کی دوربین نگاہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہد ہد زمین کے اندر کی چیزوں تک کی معلومات رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ زمین کی پرتو پر بھی نظر رکھنا چاہئے۔جس کے اندر ایک گرانمایہ سرمایہ چھپا ہوا ہے اور آج یہ سرمایہ پٹرول ،سونا، چاندی اورکوئلہ وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوکر انسانی زندگی کا اہم جز بن چکا ہے:

لیکن مولانا رومی نے ہد ہد کے قصہ کو دفتر پنجم کے ’’قصہ محبوس شدن آن آہو بچہ در آخر خزان‘‘ کے تحت تین شعروں میں نظم کیا ہے۔

تا سلیمان گفت کان ھدھد اگر　　عجز را عذری نگوید معتبر!!!!
بکشمش یا خود دھم او را عذاب　　یک عذاب سخت بیرون از حساب
ہان کدا مست ان عذاب ای معتمد　　در قفس بودن بغیر جنس خود ۵

(ترجمہ: حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: اگر ہدہد نے کوئی معقول عذر نہیں بتایا تو میں اس کو قتل کردوں گا یا اس کو بہت سخت عذاب دوں گا ایسی سزا کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جان لو وہ عذاب یعنی وہ سزا کیا ہے کہ اس کو پنجرہ میں بغیر اس کے ساتھی کے تنہا رکھا جائے گا۔)

تاریخ اسلام نے ہد ہد کے واقعہ کو اور خاص طور پر سے حضرت سلیمانؑ کا خط بلقیس تک پہونچانے کو اس طرح نقل کیا ہے:

’’ہد ہد کے یہ کہنے پر کہ میں ملکہ سبا بلقیس اور اس کے تخت کی خبر لایا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا’’ سننظر اصدقت امکنت من الکاظمین‘‘ اچھا ابھی معلوم ہوجائے گا تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ (قرآن مجید)۔ سن میں ایک خط لکھ کر تجھے دئے دیتاہوں، تو اسے لے جا کر ان کے پاس ڈال دے اور ان کی نگاہوں سے چھپ کر دیکھ کہ وہ لوگ اس خط کے بارے میں کیا گفتگو کرتے ہیں؟ ہدہد نے عرض کی حضور باسر وچشم تعمیل حکم کروں گا، جس سے میری صداقت ظاہر ہوجائے گی ۔

ہدہد وہ خط اپنی منقار میں لے کر اڑا اور شہر سبا پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے موقع کی تلاش کی اور حضرت سلیمانؑ کے خط کو اس کے دست خاص میں پہنچادیا۔''٦

لیکن مولانا رومی نے اسی واقعہ کو دفتر دوم میں '' عکس تعظیم پیغام سلیمان علیہ السلام در دل بلقیس از صورت ھد ھد'' کے عنوان سے بڑے خوبصورت انداز میں اس طرح نظم کیا ہے:

رحمت صد تو بر آن بلقیس باد — کہ خدایش، عقل صد مژدہ بداد
ہدہد نامہ بیاورد و نشان — از سلیمان چند حرفی بابیان
خواند او آن نکتھای باشمول — با حقارت ننگرید اندر رسول
چشم ہدہد دید و جان عنقاش دید — حس چو کف دید و دل دریاش دید
عقل باحس زین طلسمات دو رنگ — چون محمد با ابو جھلان بجنگ
کافران دیدند احمد را بشر — چون ندیدند از وی آن شق القمر
خاک زن در دیدۂ حس بین خویش — دیدۂ حس دشمن عقلست و کیش
دیدۂ حس را خدا اعماش خواند — بت پرستش گفت و ضد ماش خواند
زانک او کف دید و دریا ندید — زانک حالی دید و فردا را ندید ے

(ترجمہ: اس بلقیس پر سوگنی رحمت ہو کہ اس کو خدا نے عقل مندی کی انتہا تک پہونچادیا ہے۔ ایک ہدہد حضرت سلیمانؑ کی جانب سے وضاحتی نامہ لیکر حاضر ہوا، اس نے نامہ کے جامع نکات پڑھے اور سلیمان کے قاصد ہدہد کو عزت دی یعنی حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ آنکھ نے تو ہدہد دیکھا لیکن جان نے اس کو عنقا دیکھا، حس نے اس کو جھاگ دیکھا اور دل نے اس کو دریا دیکھا۔ ان دورنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حس کے ساتھ جنگ میں رہتی ہے جیسے محمدؐ ابوجہلوں کے ساتھ، کافروں نے احمدؐ کو صرف بشر دیکھا۔ جبکہ ان سے شق القمر کا معجزہ نہیں دیکھا، گیا۔ اپنی حسی آنکھ پر خاک ڈال حسی آنکھ، عقل ومذہب کی دشمن ہے حسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے، اس کو بت پرستی کہا ہے اور دشمن قرار دیا ہے، کیونکہ اس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا کیونکہ اس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا۔

مولانا روم نے اپنے ان اشعار میں بلقیس کی ذہانت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ خداوند عالم نے اس کو سینکڑوں مردوں جیسی عقل عطا کی تھی اور بلقیس نے جو فیصلہ کیا وہ عقل سے کیا اور اس کے

ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بلقیس نے ہد ہد کو کتنی عزت بخشی۔ ظاہری آنکھ میں وہ ہدہد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اس کو عنقا سمجھا۔ اور ایک اہم نکتہ کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جیسا کہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے:

کافران دیدند احمد را بشر   چون ندید از روئے آن شقّ القمر

اس شعر میں بتایا گیا ہے کہ کافران آنحضرتؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت کو جس، کا کرشمہ شق القمر کا معجزہ ہے، نہیں دیکھتے تھے۔

مولانا رومی اس شعر میں اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ پیغمبرؐ کو اپنا جیسا بشر نہیں کہو کیونکہ پیغمبر اس شخصیت کا نام ہے کہ جس کے اشارہ پر چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو ہم جیسے ہیں لیکن ہم ان کی روحانیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی طرف سے معجزات عطا کیے گئے تھے۔ لہٰذا کبھی بھی پیغمبر ہم جیسے نہیں ہوسکتے۔ قرآن کریم اور تاریخ دونوں الگ الگ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بلقیس نے پیغام ملنے کے بعد حضرت سلیمانؑ کو ہدیہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اور یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ بلقیس اس بات کو جاننا چاہتی تھیں کہ آیا سلیمانؑ صرف بادشاہ وقت ہیں یا نبی بھی ہیں۔ وہ رموز نبوت و رسالت سے اچھی طرح واقف تھیں اس لئے یہ سمجھتی تھیں کہ اگر وہ صرف بادشاہ ہیں تو ہم ان کا مقابلہ کرسکیں گے اور اگر نبی ہیں تو ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ ان کا خیال یہ تھا اگر ہدیہ قبول کرلیں گے تو جان جاؤں گی وہ صرف بادشاہ ہیں۔ اور اگر رد کردیں گے تو یقین کرلوں گی کہ وہ نبی بھی ہیں۔ الغرض بلقیس نے ہدیہ کا انتظام کیا۔ بہت سے حور و غلمان جیسے لڑکے لڑکیاں بہترین جواہرات کی زین اور بہترین گھوڑوں پر سوار کرکے روانہ کئے گئے جن کے لباس بدلے ہوئے تھے۔ اور پانچ سو سونے کی اینٹیں روانہ کی گئیں۔ اور ایک جواہرات کا بنا ہوا صندوق تیار کیا گیا جس میں ایک موتی تھا جو بہت صاف ستھرا تھا۔ یہ سب تحفے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں بلقیس کی طرف سے روانہ کئے گئے اور بلقیس اس چیز کا شدت سے انتظار کر رہی تھیں کہ ہدیہ قبول ہوتا ہے یا نہیں اگر حضرت سلیمانؑ صرف دنیاوی بادشاہ ہوتے تو اس ہوا وہوس کے جال میں گرفتار ہوکر ان تحائف کو قبول کرلیتے لیکن سلیمانؑ نے ہدیہ واپس کردیا اور بتادیا ہم دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں جو ہوا وہوس کے چکر میں آجائیں گے۔ ہم تو اس کی طرف سے آئے ہیں ہم کو مال وزر کی کوئی پرواہ نہیں ہے مال وزر تو خود ہمارے غلام ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی نے بہت ہی دلکش

انداز میں اس داستان کو دفتر چہارم میں اس طرح نظم کیا ہے:

ہدیہ بلقیس چل استر بدست — بار آنھا جملہ خشت زر بدست
چون بصحرای سلیمانی رسید — فرش آنزا جملہ زر پختہ دید
بر سر زر تا چھل منزل براند — تاکہ زر را در نظر آبی نماند
بارھا گفتند زر را وا بریم — سوی مخزن ماچہ بیگارا اندریم
عرصۂ کش خاک زر دہ دھیت — زربھدیہ بردن آنجا ابلھیست
ای ببردہ عقل ہدیہ تاالہ — عقل آنجا کمتر است از خاک راہ
چون کساد ہدیہ آنجا شد پدید — شرمسار بشان ھمی واپس کشید
باز گفتند از کساد و ار روا — چیست برمابندہ فرمانیم ما
گر زر و گر خاک ما را بردنیست — امر فرمان دہ بجا آورد نیست
گر بفرمایند کہ واپس برید — ہم بفرمان تحفہ را باز آورید
خندش آمد چون سلیمان آن بدید — کز شما من کی طلب کردم ثرید
من نمیگویم مرا ہدید دہید — بلک گفتم لایق ہدیہ شوید
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہا ست — کہ بشر آنزا نیار دنیز خواست
میپرستید اختری کو زو کند — روبار آرید کو اختر کند
می پرستید آفتاب چرخ را — خوار کردہ جان عالی نرخ را
آفتاب از امر حق طباخ ماست — ابلھی باشد کہ گویم او خداست
آفتابست گر بگیرد چون کنی — آن سیاھی زو تو چون بیرون کنی ۸

(ترجمہ: بلقیس کا ہدیہ چالیس اونٹوں پر مشتمل تھا اور ان چالیس اونٹوں پر سونے کی اینٹیں لدی ہوئی تھیں۔ جب یہ لوگ ہدیہ بلقیس لیکر حضرت سلیمانؑ کے علاقہ میں داخل ہوئے تو وہاں سارا فرش سونے کا دیکھا اور چالیس منزل تک وہ سونے پر چلتا رہا اور یہاں تک کہ ہدیہ لانے والے کی نظر میں سونے کی کوئی وقعت نہیں رہی ۔ ان سے بار بار کہا گیا تم اپنا ہدیہ واپس لے جاؤ، ہم کو خزانے کی طرف دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونے کی ہو، وہاں تحفہ میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے۔ اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لیجانے والے، وہاں عقل راستہ کی مٹی سے کم

ہے۔ اور جب تحفہ کا گھٹیا پن وہاں کھل گیا، تو وہ شرمساری کی وجہ سے واپس ہوگئے ۔ جہاں اتنا سونا ہو کہ چلیں بھی تو سونے پر، وہاں سونے کی کیا وقعت ہے پھر ان لوگوں نے کہا ہمیں گھٹیا پن اور بڑھیا پن سے کیا مطلب ہم تو حاکم کے حکم کے تابع ہیں چاہے سونا ہو، چاہے مٹی ہو۔ ہم کو تو حاکم کا حکم بجالانا ہے۔ اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے آؤ تو حکم ہی سے تحفہ واپس لے جائیں گے۔ حکم اور فرمان ہم کو سننا ضروری ہے اور وہاں تک جہاں تک کا حکم دیا گیا ہے ہدیہ لے جانا چاہئے۔ ہدیہ لے کر شاہ جہاں یعنی حضرت سلیمانؑ کے تخت کی طرف تیزی سے روانہ ہوئے۔ جب پیغمبر سلیمانؑ نے اس کو دیکھا تو ہنسی آگئی اور کہا میں نے تم سے صرف ایمان طلب کیا ہے ۔میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم مجھ کو ہدیہ دو میں نے تو یہ کہا ہے کہ تم ہدیہ کے لائق بن جاؤ، یعنی صاحب ایمان ہوجاؤ۔میرے پاس تو غیب سے انوکھے ہدیہ ہیں کہ انسان اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔تم ستاروں کو پوجتے ہو، کیونکہ وہ سونا بناتا ہے، تم اس کی طرف رخ کرو جو ستاروں کا خالق ہے۔تم آسمان کو پوجتے ہو اور تم نے اپنی کو عزیز وگرانقدر جان کو ذلیل کردیا۔ سورج کو پوجنے سے کیا فائدہ؟ سورج تو خدا کے حکم سے ہمارا باورچی ہے۔ اور ہم اس کو خدا کہیں تو یہ ہماری حماقت ہے۔ اگر تیرا سورج گہن میں آگیا تو کیا کرے گا، پھر تو اس کا دھبّہ کیسے ہٹائے گا۔)

اس داستان میں مولانا رومی نے بہت سے اہم نکتوں کی طرف اشارہ کیا ہے، جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ بلقیس سلیمانؑ کو دنیاوی بادشاہ سمجھ رہی تھی لیکن جب ہدیہ پیغمبر سلیمانؑ کے پاس پہونچا اور سلیمانؑ نے لینے سے انکار کردیا تو اندازہ ہوگیا یہ دنیاوی بادشاہ نہیں ہے، بلکہ یہ تو پیغمبر خدا ہیں۔لیکن اس داستان میں مولانا نے بڑے ہی دلکش انداز میں بلقیس اور ان کے لوگوں کو دعوت اسلام دی ہے۔ ایک شعر میں مولانا فرماتے ہیں :

من نمی گویم مرا ہدیہ دہید　　　بلک گفتم لایق ہدیہ شوید

(یعنی مولانا کہہ رہے ہیں حضرت سلیمانؑ بتانا چاہتے ہیں کہ میں نے تم سے کب ہدیہ طلب کیا ہے۔ ہدیہ تو دنیاوی لوگ مانگتے ہیں، میں تو تم کو دعوت ایمان دے رہا ہوں کہ تم صاحب ایمان ہوجاؤ یہی ایمان تمہیں ہدیہ دینے کے لائق بنائے گا۔مجھ کو تو غیب سے ایسے ہدیہ ملتے ہیں، جس کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا پھر حضرت سلیمانؑ کہتے ہیں، ارے تم ستاروں کو کیوں پوجتے ہو، آفتاب کو کیوں سجدہ کرتے ہو، تم تو اس ذات کو سجدہ کرو جس نے ستارہ بنایا اور تم سورج کو

سجدہ کر کے کیوں اتنی عزیز جان کو پریشان کر رہے ہو آفتاب کیا ہے، یہ آفتاب تو حکم خدا سے ہمارا باورچی ہے۔ باورچی یعنی گرمی پہونچانے والا ارے اس سورج کو سجدہ کرنا اس کو خدا کہنا کتنی بڑی حماقت ہے ۔تم کو نہیں معلوم سورج کو گہن لگ جاتا ہے اور اگر گہن لگ گیا تو اس کا دھبہ چھٹانا مشکل ہے۔ لہٰذا ہوش سے کام لو اور خدائے واحد کے سامنے سجدہ کرو۔ یہ ہیں بندگان خدا واقعاً یہ مولانا رومی کا کمال ہے کہ جنہوں نے اتنے حسین اندازن میں قرآنی اور تاریخی واقعات کو پرو دیا ہے کہ جس کو سمجھنا بہت آسان ہوگیا ہے۔ در اصل اس حوالے سے وہ مخلوق خدا کے دل سے دنیاوی ہوا و ہوس کو دور رہنے کے تئیں آمادہ کرنا چاہتے ہیں اور خدا کے عشق میں سرشار ہوکر اس کے دین کو عام کرنا چاہتے ہیں، تاکہ خدا کی معرفت ہر انسان کو حاصل ہوسکے۔

غرض کہ حضرت سلیمانؑ کی تبلیغ کا بلقیس پر اس حد تک اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہوکر خدا کے خاص بندوں کے ذیل میں شامل ہوگئی۔

مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں حضرت سلیمانؑ کی عظمت کو بتاتے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ پیغمبر سلیمانؑ ایک ننھی سی چیونٹی (جن کو ظاہراً چھوٹا ہونے کے سبب نگاہ میں نہیں لایا جاتا) کی بھی کتنی عزت کرتے تھے اور اس کی زبان کو سمجھتے تھے۔ اس کو مولانا اپنی مثنوی کے دفتر چہارم میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

پس سلیمان از دلش آگاہ شد — کز دل او تا دل او راہ شد
آنکسی کہ بانگ موران بشنود — ہم فغان سر دوران بشنود
آنک گوید راز قالت نملۃ — ہم بداند راز این طاق کہن ۹

(ترجمہ: حضرت سلیمانؑ اسکے دل کے راز سے واقف ہوگئے کیونکہ ان کے دل سے ان کے دل تک راستہ تھا۔ جو شخص چیونٹی کی آواز دور سے سن لے اور زمانے کے فریادی راز سے واقف ہوں وہ نبی ہی ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم نے اس واقعہ کو سورہ نمل میں باتفصیل بیان کیا ہے: قالت نملة یایّها النّمل ادخلوا مساکنم لا یحطمنّکم سلیمان وجنودهٔ وهم لایشعرون ، فتبسّم ضاحکاًمّن قولها۔'' (یہاں تک کہ جب (ایک دن) چیونٹیوں کے میدان میں آنکلے تو)۱۰ ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو ! اپنے اپنے بلوں میں چلی جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں

اس کی خبر بھی نہ ہو، تو سلیمان اس کی اس بات سے مسکرا کے ہنس پڑے۔۳ یہ واقعہ جس کو قرآن مجید نے نقل کیا ہے اور مولانا رومی نے اس کو اپنے اشعار میں سمویا ہے، ہمارے تئیں درس آموز ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں پیغمبر سلیمانؑ کی سماعت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ تقریباً ایک فرسخ دوری پر تھے اور آپ نے چیونٹی کی آواز سن لی۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسا آلہ نہیں بنا، جس سے آدمی چیونٹی کی آواز سن سکے اور اگر سن بھی لے تو یہ نہیں سمجھ سکتا کہ چیونٹی کیا کہہ رہی ہے یہ قوت صرف خدا نے حضرت سلیمانؑ کو عطا کی تھی۔ اس واقعہ میں دوسری عبرت آمیز چیز، جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ چیونٹی جیسی چھوٹی مخلوق جس کو عام طور سے نظر میں نہیں لایا جاتا، ان کا سردار اپنے لشکر کی حفاظت کے تئیں کتنا فکر مند ہے کہ اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ تم اپنے اپنے بلوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں کچل دے۔ اور سردار کو ایسا ہی ہونا چاہئے، لیکن آج کے دنیاوی سرداروں اور سیاسی راہنماؤں کو دیکھئے کہ وہ پبلک کے ووٹوں پر راج کرتے ہیں اور ان کی محافظت کے بجائے ان کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کاش ہم ننھی چیونٹی سے عبرت حاصل کریں۔ اسی لئے مولانا روم نے اپنی مثنوی میں ایسے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو ہم لوگوں کے لئے عبرت آمیز ہے۔ اگر ہم مثنوی مولانا روم کا عمیق مطالعہ کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ مولانا نے قرآن اور حدیث ہی کے مطابق واقعات مثنوی میں بیان کرکے مخلوق خدا کو جگانے اور بیدار کرنے، اور ایک دوسرے کی حفاظت کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے، کاش کہ ایسا ہوجائے تو دنیا امن وامان سے زندگی بسر کرے۔ اور یہی پیغام مولانا روم کا ہے۔ اس لئے یونسکو نے سال ۲۰۰۷ کو مولانا روم کا سال قرار دیا ہے، کیونکہ آج ان کے نظریات پیش کرنے کی سخت ضرورت ہے، تاکہ دنیا میں امن وامان قائم ہوسکے اور لوگ سکون سے زندگی بسر کرسکیں۔

مآخذ:

۱۔قرآن مجید، سورہ جمعہ، آیت ۲، ترجمہ حافظ مولانا سید فرمان علی، نظامی پریس، لکھنؤ

۲۔ایضاً سورہ حجرات، آیت ۱۰۔

۳۔ایضاً سورہ نمل، آیات ۲۰ سے ۲۴ تک

۴۔مثنوی معنوی، تصحیح رینولد الین نکلیسون، لیدن، ھلالند، ۱۹۲۵، ۱۹۳۳

۵۔ایضاً دفتر پنجم،ص ۸۳۳

۶۔سید نجم الحسن کراروی، تاریخ اسلام، جلد اول، نظامی پریس،لکھنؤ ، مارچ ۲۰۰۵ء،صفحہ ۵۴۹

۷۔ مثنوی معنوی، دفتر چہارم ،ص ۲۵۴

۸ایضاً،ص ۶۵۴

۹۔ایضاً ،ص ۶۶۹۔

۱۰۔قرآن مجید وسورہ نمل آیت ۱۸، ۱۹